جامعہ مدنیہ لاہور کا علمی، دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ

سرپرست

اُستاذ العلماء حضرت مولانا سید حامد میاں مدظلہ مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور

ماهنامہ

انوارِ مدینہ

لاهور

جلد : ۴ شمارہ : ۵، ۶

شوال و ذی قعدہ ۱۳۹۳ھ نومبر و دسمبر ۱۹۷۳ء

مدیر معاون

حبیب الرحمٰن اشرف

جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون

۶۲۹۳۲

محتویات

اداریہ		۳
حج	حضرت مولانا محی الدین صاحب	۸
کتنے خوش بخت ہیں الخ	طالب چاندپوری	۱۴
تعلیم الرفق فی طلب الرزق	حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب	۱۵
علم دین کی عظمت	حضرت مولانا حافظ نذیر احمد صاحب	۲۵
شہدائے بالاکوٹ کا مقام و پیغام	حضرت مولانا ابوالحسن ندوی	۲۷
حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب	حضرت مولانا محمد عارف صاحب ایم اے	۳۱
حضرت مولانا گل حسن صاحب	حضرت مولانا قاری فیوض الرحمٰن صاحب ایم اے	۳۵
تبصرہ		۳۸

بدل اشتراک: سالانہ سات روپے   طلبہ کیلئے پانچ روپے   فی پرچہ ۶۵ پیسے

سید حامد میاں مہتمم جامعہ مدنیہ طابع و ناشر نے مکتبہ جدید پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ انوار مدینہ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ عرب اسرائیل جنگ کے بارے میں

رمضان کے مقدس مہینہ میں مصر، شام، عراق اور اردن کی افواج دشمن اسلام یہودیوں سے بر سر پیکار رہی ہیں۔ ہم انہیں اس جان نثاری، شجاعت اور کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید کامیابی بخشے اور یہودیوں کو نیست و نابود کر دے۔ ہمیں اس پر خوشی ہے کہ ہم اگرچہ وہاں جہاد میں عملاً شریک نہیں ہو سکے لیکن ہمارے دل اپنے عرب مجاہدین کے ساتھ تھے۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جو صرف اسلامی رشتہ سے ہے قبول فرمائے۔

مصر سے بعض آنے والے حضرات نے بتلایا کہ جس دن جنگ شروع ہوئی ہے اس دن پورے مصر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی گویا عید ہو گئی۔ لڑائی کے دنوں میں چینی (شکر) نہ مل سکی تو لوگوں نے بخوشی کہا کہ آج سے ہم شکر کا استعمال ہی چھوڑ دیں گے۔ چائے کی کمی ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ہم آج سے چائے ہی نہیں پئیں گے۔

صدر سادات بھی رجوع الی اللہ کرتے رہے اور جو عمل قوم کا سربراہ کرتا ہے وہی قوم اپناتی ہے۔ مجھے معتبر حضرات سے معلوم ہوا ہے کہ جس اسرائیلی بکتر بند فوج نے مصر کے مغربی حصہ پر قبضہ کرنا چاہا تھا فدائین نے آٹھ دن میں اس کے سو ٹینک تباہ کر دیئے۔ فدائین کی اس کارروائی سے بچنے کے لئے اسرائیلیوں نے مصری شہری قیدیوں کو اپنی ٹینکوں کے گرد زنجیروں سے باندھ لیا کہ اگر ٹینک اڑایا جائے تو یہ بھی مارے جائیں۔

شام کی طرف سے آنے والی خبروں سے جو ان دوستوں کے خطوط سے پہنچی ہیں معلوم ہوا کہ وہاں دینی اور مذہبی جذبات انتہائی بلند ہیں۔ لوگ باوجودیکہ ان کا اقتصادی اعتبار سے سخت نقصان ہوا ہے

مطمئن اور مسرور ہیں۔ حوصلے اور جذبات اوج پر ہیں۔

عراق سے آنے والے بعض دوستوں کی زبانی معلوم ہوا کہ وہاں بھی عوام میں مذہبی جذبات کا یہی حال ہے اللّٰھم زد فزد۔

دنیا میں اسرائیلی ہم نوا ایسا لے بھی یہ لکھ رہے ہیں کہ اسرائیلیوں کے پاس صرف چار دن کا پیٹرول رہ گیا تھا۔ اگر چار دن اور جنگ جاری رہتی تو اسرائیل کو ایسی شکست ہوتی کہ وہ اپنے مفروضہ ملک میں بھی نہ ٹھہر سکتا خود گولڈامیئر کے بیانات سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے کہ اس بار اسرائیلیوں نے دو دن بعد ہی سمجھ لیا تھا کہ وہ لڑائی میں شکست کھاجائیں گے۔ دوسری طرف صدر انور السادات کو بھی اس کا علم تھا لیکن انہوں نے پھر بھی جنگ بندی قبول کرلی۔ اس کی وجہ کیا ہوئی؟ درحقیقت اس کی وجہ یہی ہوئی جو مصری لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم اسرائیل سے مزید جنگ جاری رکھتے تو وہ ایٹم بم استعمال کر ڈالتا۔ اور پھر دنیا ایٹمی جنگ کی لپیٹ میں آجاتی اس لڑائی یعنی جہاد کی برکات بہت کچھ ظہور میں آئی ہیں کہ عرب ممالک کا اتحاد مضبوط ہوگیا سب ایک لڑی میں منسلک ہوگئے۔ خدا وہ دن بھی لائے کہ ان کی دولت اعلیٰ سامان حرب کی تیاری کے کام آئے۔ ہر قسم کے خارجی دباؤ سے آزاد ہوں۔

وفات وحادثہ

حضرت اقدس مولانا السید حسین احمد المدنی قدس سرہٗ کے خلیفہ حضرت مولانا حکیم عبدالحکیم صاحب ۲۱ شوال ۹۳ھ ۱۷ نومبر ۷۳ء بروز شنبہ پانچ بجے صبح کو اس جہان فانی سے دار بقاء کی طرف رحلت فرماگئے۔ حضرت حکیم صاحب عالم باعمل اور قراءت سبعہ کے قاری تھے۔ معرفت الٰہیہ کے ساتھ ذوق تحصیل علوم اس درجہ غالب تھا کہ اس پیرانہ سالی میں حضرت مولانا قاری عبدالمالک صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تجوید وقراءت سیکھنے کے لئے باقاعدہ ان کے پاس داخلہ لیا اور دو سال فیض باغ سے پرانی انار کلی روزانہ پیدل آجاتے رہے۔ ایک دفعہ فرمانے لگے کہ ان دو سال میں میرے صرف دو ناغے ہوئے ہیں فرمایا کہ ایک دن تو ایسے ہوا کہ میں گھر سے چلا اسٹیشن تک پہونچا تھا کہ سخت بارش شروع ہوگئی اور اتنی دیر رہی کہ سبق کا وقت نکل گیا۔ اور دوسری دفعہ غالباً علالت کی وجہ سے ناغہ ہوا۔

اس کے بعد ہفتہ میں ایک دن اپنے استاد قاری عبدالمالک صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے جایا کرتے تھے

وہاں پہنچنے کا جو وقت مقرر تھا ٹھیک اس وقت وہاں پہنچتے تھے یہ واقعہ کوئی دور کی بات نہیں ہے اور بلاشبہ یہ شوقِ حصول علم اور پابندی اور استاذ سے تعلق ہم سب کے لئے خصوصًا طلبہ کے لئے قابل تقلید مثال ہے۔

حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت درجہ شاکر و صابر تھے ہمیشہ گذر اوقات عسرت سے ہوتا رہا لیکن کبھی اپنے مقامِ وقار سے نیچے نہیں اُترے۔ ایک عیالدار شخص کے لئے یہ نہایت ہی مشکل کام ہے خصوصًا جبکہ کنبہ بھی بڑا ہو۔ اچھے اچھے ان حالات میں پھسل جاتے ہیں۔ بلکہ ان میں ایک عجیب بات یہ تھی کہ شدائد مشکلات کے وقت انہیں شکر و صبر میں خاص لذت آتی تھی۔

ان کے مزاج میں محبت تھی انس تھا مہمان نوازی تھی۔ یہ تمام اوصاف ایک سبق سیکھنے والے کے لئے درس ہیں۔

آپ نے فلسفہ حضرت مولانا ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ سے اور منطق حضرت مولانا رسول خان صاحب سے پڑھی تھی اور یہ سب کو معلوم ہے کہ اساتذہ دارالعلوم دیوبند میں ان فنون میں ان دونوں حضرات کا کیا مقام تھا۔ لیکن حضرت حکیم صاحب کو ایک خصوصی فضیلت یہ بھی حاصل تھی کہ حضرت مولانا رسول خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے علم طب باقاعدہ سبقًا حاصل کیا جس زمانہ میں حکیم صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ جامعہ میں فرائض تدریس انجام دیتے تھے اس زمانہ میں حضرت مولانا رسول خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ حکیم صاحب نے مجھ سے تمام اسباق سمجھ کر پڑھے ہیں اور بہت اچھے عالم ہیں۔ حکیم صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ میری نظر خراب ہوگئی کہ بغیر چشمہ کے پڑھنا مشکل ہوتا تھا۔ تو ایک نسخہ جو خود ہی ترتیب دیا تھا صرف چار چار رتی صبح و شام استعمال کرنے سے نظر بحال ہوگئی۔ اس کے اجزاء یہ تھے۔

پوست ہلیلہ زرد پوست ہلیلہ کابلی پوست بلیلہ ہلیلہ سیاہ آملہ خشک زنجبیل۔ اجوائن دیسی زیرہ سفید فلفل سیاہ فلفل دراز ایک ایک تولہ شاہترہ چرائتہ۔ تین تین تولے کشنیز خشک اسطوخودوس پانچ پانچ تولے۔

حکیم صاحب موصوف نے ان سے بھی کچھ اور اجزاء بڑھا کر نخودی حبوب بھی تجویز فرما رکھی تھی۔

آخر میں پھر مسک الختام کے طور پر حضرت مولانا رسول خان صاحب کے کلمات جو انہوں نے مجھے ایک گرامی نامہ کے آخر میں تحریر فرماتے تھے۔ نقل کرتا ہوں۔ دیکھئے کن القاب سے وہ ان کا ذکر

فرماتے ہیں۔

مولانا قاری وحاوی علوم عقلیہ ونقلیہ وجامع طب ابن سینا وماہر حکمت جالینا ومخدومنا مولوی عبدالحکیم صاحب بارک اللہ فی عمرہم وعلومہم کی خدمت میں السلام علیکم فرمادیں"

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ان کی اولاد کو ان کا خلف صالح بنادے اور ان کی تربیت وکفالت فرمائے اور حضرت حکیم موصوف کو اپنے یہاں جنت الفردوس عطاء فرمائے آمین۔

۱۳/نومبر ۷۳ء ۱۷/شوال ۹۳ھ بروز سہ شنبہ جامعہ کے ایک قابل مدرس مولانا فرقان صاحب کا لاکوٹی کا منی لبس سے چوبرجی کے قریب ایکسیڈنٹ ہوا وہ سائیکل پر جارہے تھے۔ فوراً ہی ایک فوجی گاڑی گذر رہی تھی اسے روکا گیا وہ فوراً ہی لے کر میو ہسپتال پہنچ گئی تقریباً حادثہ سے تین منٹ بعد یہ گاڑی انہیں لے کر روانہ ہوئی اور صرف نو منٹ میں میو ہسپتال پہونچ گئی لیکن ہسپتال میں اتنی سستی کی گئی کہ صرف ان کو اتارنے کے لئے ہی بیس منٹ بعد مشکل سے اسٹریچر لایا گیا مولانا کے داہنے کان کے اوپر سر میں دو انچ چوڑا اور کافی گہرا زخم آیا تھا۔ خون باہر کم نکلا اور زیادہ اندر ہی اندر جاتا رہا۔ اس قدر شدید زخم میں اور بیہوشی کی کیفیت میں پونے دس بجے شب یہ نوجوان فاضل اس دار دنیا سے دار آخرت کی طرف رحلت فرما گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

مولانا کی طلب علمی جاری تھی، انہوں نے ان سالانہ چھٹیوں میں جامع العلوم والفنون حضرت مولانا شریف خان صاحب سے تصریح وغیرہ پڑھیں۔ جس دن وفات ہوئی اس دن بھی وہ ان کے پاس سے سبق پڑھ کر اپنی مسجد میں جارہے تھے کہ راستہ میں یہ حادثہ پیش آیا۔

مولانا فرقان صاحب نہایت نیک سیرت خاموش طبع علم دوست اور تعلیم وتعلم طبع عالم تھے افسوس کہ عمر صرف ۳۹ سال ہوئی۔ آپ کے پس ماندگان میں تین چھوٹے چھوٹے بچے اور ایک بچی ہے اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ان کی کفالت وتربیت فرمائے اور انہیں مولانا کی طرح علوم کا شائق اور ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے اور جملہ پس ماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل مرحمت فرمائے۔

سب قارئین کرام سے استدعاء ہے کہ مولانا کے لئے یہ دعاء کریں کہ حق تعالیٰ ان کو وہ سب فضیلتیں عطاء فرمائے کہ جن کا طلب علم کے زمانہ میں انتقال کر جانے پر وعدہ فرمایا گیا ہے۔

نیز اچانک موت اور حادثاتی شہادت کا بھی بھرپور اجر مرحمت فرمائے۔ آمین۔

معذرت

بعض ناگزیر وجوہات کے باعث ہم شوال کا شمارہ شائع نہ کرسکے۔ معذرت خواہ ہیں۔ ادارہ

كلمة طيبة كشجرة طيبة أصلها ثابت وفرعها في السماء

المرآة النيرة في حل الطيبة

مؤلف :

اسوۃ الصالحین قدوۃ المجودین امام القراءات حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری رحیم بخش صاحب دامت برکاتہم

صدر درجہ تجوید و قراءات مدرسہ خیر المدارس، ملتان

ناشر :

ادارہ نشر و اشاعت اسلامیات

مسجد سراجاں ○ حسین آگاہی ○ ملتان شہر

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا

حج

ان الحج یغسل الذنوب کما یغسل الماء الدنس

حضرت مولانا محی الدین صاحب

ہند و چین اور جاپان کی قومیں اپنے معبودوں کے استھانوں کی زیارت زمانہ قدیم سے کرتی آئی ہیں، اسی طرح قوم یہود اپنے قدیم ترین دور میں یروشلم کے اس مکان کی زیارت کرتی تھی جہاں تابوتِ موسیٰ تھا۔ اور مسجد اقصیٰ اور ہیکل سلیمانی کی بھی زیارت کرتے تھے۔ اور عیسائیوں نے بھی بیت المقدس کے اس مقام کی زیارت شروع کر دی تھی جہاں ان کا مقدس "کنیسۃ القیامہ" ہے۔

کعبہ شریف (مسجد حرام) کی زیارت بھی اپنی قدیم تاریخ رکھتی ہے، کیونکہ یہ بات ہر ایک جانتا ہے کہ مکہ مکرمہ پہلے ناقابل ذکر مشکل حالات میں تھا اور بیت اللہ کی تعمیر سے پہلے وہاں کوئی مسکونہ مکان نہ تھا۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی اور لڑکے کے ساتھ ہجرت کی اور مکہ میں ان کو ٹھہرایا۔ پھر جب آپکی اہلیہ حضرت ہاجرہ اور آپ کے بیٹے حضرت اسمٰعیل پر چاہ زمزم کا دہانہ جاری ہو گیا تو اس وقت سے اس خشک مقام میں زندگی کی روح دوڑی اور بہت سے رہائشی مکانات تعمیر ہوئے۔ اور جب حضرت اسمٰعیل طفلی کے دور سے گذر کر جوانی کی عمر میں داخل ہوئے تو اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے کی مدد سے بیت اللہ کی تعمیر شروع کر دی۔

قرآن نے اس تاریخی حقیقت کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ (پ)

"ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام بیت اللہ کی دیواریں اونچی کر رہے تھے۔"

پھر خدا کا حکم ہوا کہ اس گھر کو اللہ کی عبادت کرنے والوں کے لئے پاک کریں، چنانچہ قرآن کا ارشاد ہے،

وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرَاھِیْمَ مَکَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْئًا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَ الْقَآئِمِیْنَ وَ الرُّکَّعِ السُّجُوْدِ ۝

ہم نے ابراہیم کے لئے اس گھر کی جگہ مقرر کر کے یہ بتا دیا کہ مرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اور مرے اس گھر کو طواف کرنے والوں، قیام، رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک صاف کرو۔

مسجد حرام کی تعمیر کی یہ اجمالی تاریخ ہے جس کا ثبوت اطمینان بخش دلائل سے ہوتا ہے، اور یہی تاریخ تعمیر کعبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی راجح بتائی ہے اور علامہ ابن کثیر نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔

فرضیت حج کی حکمت حج کی فرضیت میں اللہ نے بڑی بڑی حکمتیں رکھدی ہیں۔ سب سے بڑی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ حج کے ذریعہ ایک مبارک موقع فراہم ہوتا ہے جس میں دنیا کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے مختلف رنگ و نسل کے انسانوں کے حالات ان کے خیالات ان کی زندگی کے طور و طریق کا گہرا مطالعہ و مشاہدہ کیا جاتا ہے، چنانچہ حج کے موقع پر مصر کا باشندہ ہندوستانی سے اور شام کا رہنے والا انڈونیشیا کے باشندہ سے اور چینی یورپ کے باشندہ سے ملاقات کرتا ہے اور ملاقات بھی اس حالت میں کہ باوجود اختلاف وطن و رنگ و نسل کے سب کا لباس ایک ہوتا ہے جس سے عالمگیر مساوات انسانی کی کرنیں پھوٹ پھوٹ کر نکلتی ہیں۔ یہاں اسلامی جمہوریت کے اسرار نمایاں ہو جاتے ہیں، جب ان ممالک کے لوگ باہم اپنے اپنے حالات و معاملات کی اصلاح کے لئے خلوص دل سے تبادلہ خیالات کرتے ہیں۔

ذرا تقریباً چودہ سو برس پیچھے کی طرف عنان قلب و نظر کو موڑیئے تو آپ کو اس کی بیّن دلیل ملے گی کہ یہ حج واقعی ایک بین الاقوامی کانفرنس اور عالمگیر تبلیغی و اصلاحی اجتماع ہے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر اپنی دعوت کی تبلیغ اسلام کی بنیادی چیزوں کے اعلان اور قرآن کے بلند اغراض و مقاصد کی اشاعت کے لئے انسانوں کے اس بڑے مجمع میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں سوا لاکھ انسانوں کے درمیان جو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا وُہ اتنا جامع اور مہتم بالشان ہے کہ تبلیغ اسلام کے لئے زندۂ جاوید دائمی دستور تسلیم کیا گیا ہے۔ دعوت اسلام کے بارے میں اس سے گراں قدر خزانہ تاریخ اسلام کی پہنائیوں میں نہیں مل سکتا۔ چند جواہر پاروں سے اپنے دامن نظر کو آپ بھی پُر کیجئے۔ ارشاد ہے:

- النّاس کاسنان المشط فلا فضل لعربی علی عجمی و لا لعجمی علی عربی الا بالتقوی و کلکم لاٰدم و اٰدم من تراب ۔ — انسانی برادری کے افراد سب برابر ہیں، کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی برتری نہیں بجز تقویٰ کے، تم تمام آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ مٹی سے بنائے گئے۔ (اس لئے سب کی سرشت مٹی سے ہے۔)

- یا ایّھا النّاس اعبدوا ربکم الذی خلقکم و الذین من قبلکم لعلکم تتّقون ۔ — اے لوگو! اس مالک کی بندگی بجا لاؤ جس نے تم کو اور تم سے اگلے لوگوں کو پیدا کیا۔ اس طرح امید ہے تم صاحبِ تقویٰ ہو جاؤ گے۔

- ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق — بلا وجہ جواز محترم جانوں کو قتل نہ کرو۔

- یا ایّھا الذین اٰمنوا لا تاکلوا اموالکم بالباطل — اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ سے مت کھاؤ۔

- ولا یجرمنکم شناٰن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتّقوٰی — کسی قوم کی دشمنی تمہیں عدل سے نہ ہٹا دے (بہر حال) انصاف کئے جاؤ۔ انصاف و تقویٰ میں بڑی قربت ہے۔

ان چند ارشادات میں کتنی وسعتیں سما گئی ہیں، امن عالم کا چارٹ ان میں ہے، رنگ و نسل کے امتیاز پر جنگوں کی بندش ان میں ہے، مال و دولت کے حصول کا متوازن و متبادل خاکہ

ان میں ہے، قانون عدالت کی اصل روح ان میں ہے، اور بھی انفرادی و اجتماعی مسائل ان میں بھرے پڑے ہیں۔

فرضیت حج حج کا مفہوم، اس کی اجمالی تاریخ اور اس کی حکمت بتلانے کے بعد ہم قرآن اور احادیث کے چند دلائل پیش کرنا چاہتے ہیں، جن سے حج کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

ان اول بیتٍ وضع للنّاس للذی ببکۃ مبارکا و ھدًی للعٰلمین فیہ اٰیاتٌ بیّنات مقام ابراھیم ۔ و من دخلہٗ کان اٰمنًا ۔ و للہ علی النّاس حجّ البیت من استطاع الیہ سبیلاً ۔ پ	انسانوں کے لئے خدائی بندگی کا سب سے پہلا گھر جو بنایا گیا ہے وہ وہی گھر ہے جو مکہ میں ہے، بڑا بابرکت گھر ہے اور سارے جہان کی ہدایت کے لئے ہے۔ اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے۔ جو کوئی اس گھر میں داخل ہوگا امن میں رہیگا، اور اللہ کا حق لوگوں کے ذمہ یہ ہے کہ اس کے گھر کی زیارت کریں وہ لوگ جو وہاں تک پہنچ سکتے ہوں۔

پس اللہ نے ان لوگوں پر جو قرآن کی تعلیمات سے حجت پکڑتے اور اس پر ایمان رکھتے ہیں یہ فرض کردیا کہ اپنے پیارے اہل و عیال اور اوطان کو چھوڑ کر کچھ مدت کے لئے اس مبارک اور عظیم گھر کی طرف نکلیں، اس لئے کہ یہی گھر وہ پہلا گھر ہے جس کو اللہ نے اس روئے زمین پر اپنی عبادت کے مراسم ادا کرنے کے لئے اور روحانی اغراض کے حصول کے لئے قائم فرمایا ہے۔ پھر جب حج کے مراسم ادا کئے جاتے ہیں تو قدم قدم پر حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کی یاد تازہ ہوتی رہتی ہے اور یہاں پہنچ کر ان معزز بندگان خدا کی زندگی کے کارنامے اور ان کا جہاد فی سبیل اللہ آنکھوں کے سامنے پھرنے لگتا ہے اور یہی چیز دین کی روح ہے۔

حج کی فرضیت پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بہت سے ہیں، مثلاً آپ نے فرمایا:

یاایھا الناس ان اللہ قد فرض علیکم الحج فحجوا ؂ لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے اس لئے ضرور حج کرو۔

اور دوسری جگہ فرمایا کہ جو استطاعت کے باوجود حج نہ کرے اسے اختیار ہے کہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

بلا مبالغہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ فریضۂ حج اجتماعی لحاظ سے اسلام کا اہم ترین رکن ہے، کیونکہ اس میں مالی، بدنی، قولی اور اعتقادی تمام عبادات جمع ہو گئی ہیں، گویا کوئی نوع عبادت کی ایسی نہیں چھوٹی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

و اذن فی الناس بالحج یأتوک رجالا وعلیٰ کل ضامر یأتین من کل فج عمیق، لیشھدوا منافع لھم و یذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علیٰ ما رزقھم من بھیمۃ الانعام فکلوا منھا و اطعموا البائس الفقیر ؂

اے ابراہیم! لوگوں میں حج کا اعلان کردو، آویں گے لوگ پیادے اور دبلے اونٹوں پر ہر دور و دراز راستہ سے، تاکہ فائدے حاصل کریں اور چند معلوم دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں کہ اس نے چوپائیوں کو ان کے لئے میسر کردیا۔ پس کھاؤ ان کے گوشت میں سے، اور بھوکے محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔

اس آیت میں غور کیجیئے کہ بدنی عبادت بھی ہے کہ چل کر آنا جانا پڑتا ہے۔ قولی عبادت بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اور مالی عبادت بھی ہے کہ اللہ کے نام کا جانور پیش کیا جاتا ہے۔

جب یہ فریضہ اتنی خصوصیات کا جامع ہے تو اس کی جزا بھی اس خصوصیت سے ملنی چاہیئے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ (بخاری و مسلم) مبرور (پاک) حج کا بدلہ بس جنت ہی ہے۔

حجِ مبرور کے لئے ضروری ہے کہ اس کے مقاصد اور وسائل و ذرائع ظاہر و باطنی آلائشوں سے پاک و صاف ہوں۔ اس کے وسائل کی پاکی کا مطلب یہ ہے کہ سفرِ حج کے خورد و نوش اور دوسرے اخراجات ایسے مال سے ہونے چاہئیں جو اچھے اور جائز ذرائع سے حاصل ہوئے ہوں۔ اللہ حرام مال سے کیا ہوا حج قبول نہیں فرماتے۔ اللہ پاک ہے اور پاک ہی

چیز کو قبول کرتا ہے۔

حج کی غایت و غرض "غایتِ حج" کا مفہوم یہ ہے کہ انسان حج کے ذریعہ جس چیز کی جستجو کرتا ہے وہ "غایت" ہے۔ پس لوگوں کی غایات مختلف ہوا کرتی ہیں۔ بعض لوگ اس غرض و غایت کے پیش نظر حج کرتے ہیں کہ لوگ ان کو "الحاج" کے لقب سے یاد کریں۔ اس حج کی قیمت صرف لقب ہے جو حاصل ہو گیا۔ بعض لوگ شہرت اور ناموری کے لئے حج کرتے ہیں۔

یاد رکھیے کہ وہ لوگ جن کے ذرائعِ حج فاسد ہیں اور وہ لوگ جن کے اغراض گندے اور ناپسندیدہ ہیں، ان تمام لوگوں کے حج کو وہ حجِ مبرور نہیں کہا جا سکتا جس پر اجرِ عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے۔ پس کامل اور مقبول حج وہ ہے جو حلال اور طیب مال سے اور نیک نیتی اور عبرت پذیری کے ساتھ انجام دیا جائے۔

"امیر کبیر سیّد علی ہمدانی"

مصنّفہ: ڈاکٹر سیّدہ اشرف ظفر صاحبہ — یہ ایک تحقیقی اور علمی کتاب ہے اس پر پنجاب یونیورسٹی نے مصنّفہ کو پی ایچ۔ڈی کی ڈگری عطا کی ہے۔

قیمت: دس روپے پچاس پیسے

ملنے کا پتہ: ندوۃ المصنّفین۔ ۹۵۰ این سمن آباد، لاہور۔

دعاءِ صحت

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری کے صاحبزادے مولوی عبدالقدیر صاحب بہت بیمار ہیں۔ قارئین سے دعاء کی درخواست ہے۔

کتنے خوش بخت ہیں زائرینِ حرم

طالب چاند پوری

نورِ ایماں ہے چہروں سے جن کے عیاں ۔ قلب بھی شادماں روح بھی شادماں
جذبۂ شوق ہے رہبرِ کارواں ۔ اٹھ رہے ہیں رہِ حق میں ان کے قدم

کتنے خوش بخت ہیں زائرین حرم

جن کے دل نورِ عرفاں سے معمور ہیں ۔ جو مئے عشق سے مست و مخمور ہیں
ہر گھڑی شاد و خرم ہیں مسرور ہیں ۔ فکر ہے جن کے دل میں نہ ہے کوئی غم

کتنے خوش بخت ہیں زائرینِ حرم

آئے ہیں جو بصد شوق گھر چھوڑ کے ۔ ہے محبت جنھیں حق کے محبوبؐ سے
رحمتوں کے خزانے ہیں جن کے لئے ۔ اٹھ گئی جن کی جانب نگاہِ کرم

کتنے خوش بخت ہیں زائرینِ حرم

دل میں جو آرزو تھی وہ پوری ہوئی ۔ اپنی آنکھوں سے دیکھا دیارِ نبی
مل گئی دولتِ دوجہاں مل گئی ۔ دیکھ لی اپنے خالق کی شانِ کرم

کتنے خوش بخت ہیں زائرینِ حرم

دیکھ لی اپنی آنکھوں سے وہ سرزمین ۔ جس پہ خود شیفتہ ہے بہشت بریں
وہ نظارے بیاں جن کا ممکن نہیں ۔ ہے گہربار ہر سمت ابرِ کرم

کتنے خوش بخت ہیں زائرینِ حرم

تعلیم الرفق فی طلب الرزق

حضرۃ مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی استاذ حدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا و یعلم مستقرھا و مستودعھا کل فی کتٰب مبین پ۱۲

ترجمہ۔ اور کوئی جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں۔ کہ اُس کی روزی اللہ کے ذمے نہ ہو۔ اور وہ ہر ایک کی زیادہ رہنے کی جگہ کو اور چند روزہ کی جگہ کو جانتا ہے۔ سب چیزیں کتاب مبین میں ہیں۔

اے طائر لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

حضرات! انسان کی بنیادی زندگی کی ضروریات اصلیہ تین ہیں۔ لباس۔ مکان اور خوراک۔ اگرچہ ان کے علاوہ بھی انسان کی بے شمار ضروریات ہیں مگر یہ تین ضرورتیں سب سے اہم اور بنیادی ہیں۔ لباس کی ضرورت مکان کی بہ نسبت محدود ہے۔ مکان کی حاجت نسبتہً وسیع ہے۔ اور خوراک کی سب سے وسیع تر۔ خوراک کی ہوس تو کبھی بھی ختم نہیں ہوتی مگر لباس کی فکر ہر وقت نہیں ہوتی۔ ایک جوڑا کئی ماہ تک کام دے سکتا ہے۔ اسی طرح مکان بھی کہ جب بن جائے تو سالہا سال قدرے بے فکری ہو جاتی ہے۔ مگر خوراک کا مسئلہ کم از کم دن میں دو تین مرتبہ تو واجباً پیش آتا ہے۔ صبح کھایا۔ تو رات کو پھر ضرورت ہوتی ہے۔ یہ تو تقریباً واجبی حد ہے۔ ورنہ دن میں کئی لوگ بیسیوں مرتبہ مختلف نعمتہائے خدا سے کام و دہن کی تواضع کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے انسان کو اس کی زیادہ ضرورت اور زیادہ فکر رہتی ہے۔ اس کے حصول کی فکر۔ اس کے تنوع کا خیال اس کے مزیدار ہونے کا تصور۔ اس کے ہضم کا غم، اسی طرح نہ معلوم اس ایک شئے کے سینکڑوں نہیں ہزاروں شاخیں اور شعبے ہیں۔ انسان ان افکار میں

مستغرق رہتا ہے۔ افکار کے اس ہجوم سے انسان کو بے فکر کرنے کے لئے اللہ کا ارشاد ہے۔ کہ ہر دابۃ حیوان۔ ذی روح کا رزق میرے ذمہ ہے۔ اس لئے انسان کو چاہیئے۔ کہ روزی کے معاملہ میں اپنی زندگی تباہ نہ کرے۔ روزی اللہ کے ذمہ ہے۔ اور انسان کے ذمہ خدا کی عبادت اور آخرت کی فکر ہے۔ حدیث ہے۔ من جعل ھومہ ھمًّا واحدًا کفاہ اللہ ھومہ۔ یعنی جو تمام غموں کو چھوڑ کر ایک آخرت کے غم میں لگ جائے۔ تو اللہ اس کے تمام غموں کا متکفل ہو جائے گا۔

تبلیغی جماعت کے بانی مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ افسوس۔ کہ جو کام انسان کے کرنے کا تھا۔ وہ تو انسان نے چھوڑ دیا۔ یعنی عبادت۔ اور جو کام ہمارے کرنے کا نہیں تھا بلکہ خدا کا تھا۔ وہ ہم نے اپنے ذمہ لگا رکھا۔ یعنی روزی کی تلاش کی فکر۔

اللہ پر توکل ہو۔ تو انسان کبھی بھوکا نہیں رہ سکتا ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں تھا۔ وہاں میں نے ایک فقیر کو دیکھا جو تین دن خاموش رہا۔ ان دنوں میں اس نے نہ کھایا اور نہ پیا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ تیرا دل کیا چاہتا ہے۔ اس نے کہا۔ گرم روٹی اور کباب۔ میں نکلا۔ اور سارے دن کوشش کی کہ کہیں سے اس کے لئے یہ حاصل کروں مگر حاصل نہ کر سکا۔ واپس مسجد میں آکر دروازہ کو بند کر دیا۔ رات کو کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ کھول کر دیکھا کہ ایک شخص ہے۔ جس کے ہاتھ میں گرم روٹی اور کباب ہے۔ اس شخص نے کہا لو۔ میں نے سبب پوچھا۔ تو کہا۔ کہ آج ہم نے گھر میں یہ پکایا۔ تو گھر میں جھگڑا ہوا۔ چنانچہ ہم نے قسم کھالی۔ کہ یہ کھانا مسجد ہی میں دیں گے۔ ابراہیم کہتے ہیں۔ میں نے کہا الٰھی اذا کنت ترید ان تطعمہ فلمَ ا تعبتنی طول النھار۔ اے اللہ جب آپ نے کھلانے ہی تھا۔ تو سارے دن مجھے کیوں تھکایا۔ حکایت ہے۔ کہ ایک عابد کسی مسجد میں معتکف تھا۔ اس کی خوراک کا کوئی ظاہری انتظام نہ تھا۔ امام مسجد نے کہا۔ اگر آپ کسب معاش بھی کرتے۔ تو اچھا ہوتا۔ اس عابد نے کوئی جواب نہ دیا۔ امام نے تین بار یہ کہا۔ آخر میں عابد نے کہا کہ مسجد کے جوار میں ایک یہودی ہر روز مجھے دو روٹیاں دیتا ہے، امام نے کہا اگر ایسا ہے۔ پھر تو آپ کا ترک معاش ٹھیک ہے۔ عابد نے کہا۔ یاھذا لو لم تکن اماما تقف بین یدی اللہ وبین عبادہ مع ھذا النقص فی التوحید لکان خیراً لک تفضل ضمان یھودی علی ضمان اللہ۔ یعنی توحید میں اس نقص کی وجہ سے اگر آپ امام ہو کر لوگوں کے آگے کھڑے نہ ہوتے۔ تو بہتر تھا۔ ایک یہودی کی ذمہ داری کو خدا کی

ذمہ داری پر ترجیح دیتے ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

اتطلب رزق اللہ من عند غیرہ　　وتصبح من خوف العواقب آمنا

وترضی بصراف وان کان مشرکًا　　ضمینا ولا ترضی بربک ضامنا

یعنی تو اللہ کا رزق غیر اللہ سے طلب کرتا ہے اور انجام کے خوف سے بے فکر ہے تو ایک صراف اگرچہ مشرک ہو کی ضمانت پر راضی ہے۔ اور خدا کو ضامن ماننے پر راضی نہیں۔

بزرگوں سے منقول ہے۔ کہ عالم ازل میں جب انسانی ارواح پیدا کی گئیں تو ہر ایک روح نے اپنی پسند کی صنعت اختیار کی۔ عالم دنیا میں پیدا ہونے کے بعد ہر ایک شخص اسی صنعت پر لگ گیا جس کو ازل میں اس نے پسند کیا تھا۔ مگر ایک گروہ نے کوئی بھی صنعت ازل میں پسند نہ کی۔ اللہ نے وجہ پوچھی۔ تو عرض کیا ہمیں کوئی صنعت و حرفت پسند نہ آئی۔ اللہ تعالیٰ اُن کو مقاماتِ طاعت وعبادت دکھائے۔ تو وہ گروہ کہنے لگا اے اللہ ہم آپ کی خدمت وعبادت ہی پسند کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَعِزَّتِی وَجَلَالِی لَاُسَخِّرَنَّھُمْ لَکُمْ وَلَاَجْعَلَنَّھُمْ لَکُمْ خُدَّامًا وَعِزَّتِی وَجَلَالِی لَاُشَفِّعَنَّکُمْ غَدًا فِیْمَنْ عَرَفَکُمْ وَخَدَمَکُمْ۔ یعنی مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں ان سب کو تمہارے لئے مسخر کر کے تمہارے خادم بنا دونگا۔ اور بروز حشر تمہاری سفارش ان لوگوں کے متعلق قبول کروں گا۔ جو تمہاری خدمت کریں اور قدر پہچانیں۔

حکایت ہے۔ کہ مریدوں کی ایک جماعت جنید ابوالقاسم صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا۔ انطلب ارزاقنا فقال ان علمتم این ھی فاطلبوھا فقالوا انسئال اللہ ذلك فقال ان علمتم انہ ینساکم فذکروہ فقالوا اندخل بیوتنا ونتوکّل علیہ فقال التجرید مع اللہ شك قالوا فما الحیلة قال ترك الحیلة۔ یعنی ہم رزق کی طلب شروع کریں۔؟ فرمایا اگر رزق کی جگہ کا علم ہو۔ تو طلب کرو۔ مگر یہ علم تو صرف خدا کو حاصل ہے۔ عرض کیا۔ کیا خدا سے طلب کریں۔؟ فرمایا۔ اگر علم ہو کہ خدا تمکو بھلا دیتا ہے۔ تو یاد دلاؤ۔ عرض کیا۔ کیا ہم توکل کر کے گھروں میں بیٹھ جائیں؟ فرمایا۔ یہ بھی شک کی زندگی ہے۔ عرض کیا۔ تو پھر کونسا حیلہ اختیار کریں۔ فرمایا۔ تمام حیلے ترک کر دو۔

حکایت ہے۔ کہ ایک نیک مرید رزق کی طلب میں نکلا۔ تھک گیا۔ تو ایک جگہ بیٹھ گیا۔ اچانک

سامنے ایک دیوار پر چند اشعار لکھے ہوتے دیکھے۔ جن میں سے چند یہ ہیں۔

یسعیٰ الحریص فلا ینال بحرصہٖ حظا و یحظی عاجز و مھین

ھوّن علیك وکن بربك واثقا فاخو التوکل شانہ التھوین

طرح الاذیٰ عن نفسہ فی رزقہٖ لما تیقن انّہ مضمون

حریص آدمی بڑی محنت کرتا ہے۔ مگر صرف لالچ سے کچھ نہیں آتا جب تک خدا کو منظور نہ ہو۔ اور ایک عاجز کامیاب ہو جاتا ہے۔ صبر کر اور خدا پر بھروسہ کر کیونکہ توکل والے کا کام صبر ہے۔ اس شخص نے اپنے نفس سے رزق کے بارے میں بڑا بوجھ ہلکا کر دیا۔ جس کو یقین ہوا کہ رزق کی ضمانت دی گئی ہے۔ اس مرید صادق نے ان اشعار کو پڑھا اور واپس گھر آیا۔ اور پھر آئندہ کے لئے کبھی رزق کے لئے زیادہ کوشش نہ کی۔

علماء دین نے لکھا ہے کہ حصول رزق کے لئے کوشش جائز بلکہ مسنون ہے۔ لیکن فکر آخرت فکر رزق پر غالب ہونا چاہیئے۔ اصلی مقصود آخرت ہے۔ اور خدا کی رضا ہے۔ رضائے خدا کے حصول کی فکر تمام افکار سے اہم ہے۔

مشہور زاہد زمانہ ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک امام مسجد کے پیچھے نماز پڑھی تو سلام کے بعد امام مسجد اور ان کے درمیان بات چیت ہوئی۔ امام نے پوچھا۔ من این تاکل فقال ابو یزید اصبر حتی اعید الصلوٰۃ التی صلیتُھا خلفك حیث شککت فی رازق المخلوقین فانہ لا یجوز الصلوٰۃ خلف من لا یعرف الملك الرازق تعالیٰ۔ یعنی کھانا کہاں سے مل رہا ہے۔ ابو یزید نے فرمایا ذرا ٹھہر تاکہ میں وہ نماز لوٹا دوں جو تیرے پیچھے ادا کی۔ کیونکہ تو نے مخلوق کے رازق کے بارے میں شک کیا۔ اور اس شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ جو رازق کو نہ جانتا ہو۔

دوستو! اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرو۔ کہ حلال رزق حاصل کرنے کی توفیق بخشے اس دور میں حرام کا چرچا ہے۔ حلال رزق کا حصول بہت مشکل ہے۔ حضرت شبلی صوفیؒ فرماتے ہیں۔ ایک وقت میں نے عزم مصمم کیا۔ کہ جس کھانے یا خوراک کی چیز کے متعلق حلال ہونے کی مکمل تشفی نہ ہو جائے اسے نہ کھاؤں گا، چنانچہ میں جنگل میں پھرنے لگا۔ انجیر کا درخت دیکھا اس کے پھل توڑنے کے لئے میں نے ہاتھ بڑھایا۔ تاکہ اسے کھالوں۔ فنادتنی الشجرۃ احفظ علیك عقدك لا تاکل منّی فانّی

لیھودیؑ۔ یعنی درخت نے آواز دی اپنے عہد کا خیال رکھ۔ مجھ سے نہ کھا میں ایک یہودی کا ہوں حلال چیز، تھوڑی مل جائے تو یہ غنیمت ہے۔ اس زمانہ میں مسلمان سب کچھ چھوڑ کر دنیا جمع کرنے کے درپے ہیں۔ ایک صالح و بزرگ فرماتے ہیں۔ میرے پاس دنیا مع اپنی زینت و زخرف اور شہوات کے آئی تو میں نے اس سے اعراض کیا۔ پھر مجھ پر آخرت مع حور و قصور و تزیین کے پیش کی گئی۔ میں نے ان نعمتوں سے بھی منہ موڑ لیا۔ اس کے بعد مجھے خدا کی طرف سے غائبانہ آواز آئی کہ

لواقبلت علی الدنیا حجبناك عن الاخرۃ ولواقبلت علی الاخرۃ حجبناك عنا فھانحن لك وقسمتك من الدارین ثانیك۔ یعنی اگر دنیا کی طرف متوجہ ہوتا تو آخرت سے آپ کو روک دیتے۔ اور اگر آخرت پر متوجہ ہوتا۔ تو ہمارے اور آپ کے درمیان حجاب آجاتا بس ہم تیرے ہیں۔ اور آپ کی خوشی کا حصہ دونوں جہاں میں آپ کو ملتا رہے گا۔

اس حکایت میں خواص عارفین کی عبادت کا ذکر ہے۔ البتہ عام مسلمانوں کے لئے یہ بھی غنیمت ہے۔ کہ آخرت کی نعمتوں اور جنت کے حصول کے لئے عبادت کریں۔ جنتوں کے حصول کے خیال سے عبادت خدا بھی سعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ لیکن بڑے اولیاء اللہ کی نگاہیں بوقت عبادت جنتوں پر نہیں ہوتیں۔ بلکہ صرف ذات خدا و رضائے خدا ان کی مطلوب ہوتی ہے۔ عارف باللہ کا اصل مقام یہ ہے۔ کہ اس کی نظر نہ دنیا کی زینت پر ہو۔ اور نہ آخرت کی نعمتوں پر۔ بلکہ صرف خدا ہی کو مطلوب بنا دے۔ خدا مل جائے تو دونوں جہاں کی مسرتیں بھی حاصل ہو جائیں گی۔

عارف جامیؒ کی ایک رباعی ہے۔ جو اس کی کتاب لوائح جامیؒ میں نظر سے گذری، فرماتے ہیں۔

ما مارنہ گا با یار بہ گلزار شدم رہگذری ‏ بر گل نظرے فگندم از بے خبری
دلدار بطعنہ گفت شرمت بادا ‏ رخسارہ من این جا است تو در گل نظری

حضرت جامیؒ کی ایک اور رباعی ہے۔

آمد سحر آں دلبر خونیں جگراں ‏ گفت اے ز تو بر خاطر من بار گراں
شرمت بادا کہ من بسویت نگراں ‏ باشم۔ تو نہی چشم بسوئے دگراں

جب بندہ خدا کا ہو جاتا ہے۔ تو خدا بھی اسی کا ہو جاتا ہے۔ انسان اپنے دوست کو بھوکا نہیں چھوڑ سکتا۔ تو خدائے رزاق اپنے محب و حبیب کو کیسے بھوکا چھوڑے گا۔ شیخ رازی فرماتے ہیں۔

اے کریمے کہ از خزانہ غیب گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم توکہ با دشمنان نظر داری

ابو یزید بسطامی فرماتے ہیں۔ میں نے خواب میں خدا تعالیٰ کی زیارت کی۔ فقلت کیف اجدک فقال فارق نفسک و تعالیٰ = میں نے عرض کیا۔ اے اللہ آپ کو کیسے پا سکوں گا۔؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ نفس کا اتباع چھوڑ کر آ۔

حضرات۔ اللہ تعالیٰ کی رضا میں دنیا و آخرت کی خوشیاں پوشیدہ ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے اعمال پر نگاہ رکھتے ہوئے آخرت کی آزادی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ بغیر محنت کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

احمد بن خضرویہؒ فرماتے ہیں۔ میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ یا احمد کلّ النّاس یطلبون منّی الاّ ابا یزید فانہ یطلبنی۔ یعنی اے احمد سارے لوگ مجھ سے چیزیں طلب کرتے ہیں۔ ہاں ابو یزید صرف مجھ ہی کو طلب کرتا ہے۔"

ابو الفتح بن بشرؒ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت بشرؒ حافیؒ کو خواب میں دیکھا۔ آپ باغ میں ہیں۔ اور سامنے دستر خوان بچھ رہا ہے۔ میں نے عرض کیا اے ابو نصر خدا نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہا رحم کیا بخش دیا۔ اور ساری جنت میرے لئے مباح کر دی۔ اور اللہ نے فرمایا کل من جمیع ثمارھا و اشرب من انھارھا و تمتع بجمیع ما فیھا کما کنت تحرم نفسک الشھوات فی دار الدنیا۔ یعنی ہر قسم کے پھل کھا اور جنت کی نہروں سے پی اور جنت کی ہر شئی سے لطف اندوز ہو۔ کیونکہ تو نے دنیا میں خواہشات سے نفس کو محروم رکھا تھا۔

ابو الفتح فرماتے ہیں۔ کہ میں نے پوچھا کہاں ہے آپ کا دوست احمد بن حنبل۔؟ فرمایا۔ ھو قائم علےٰ باب الجنۃ یشفع لاھل السنّۃ ممن یقول القرآن کلام اللہ غیر مخلوق۔ یعنی جنت کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ اور ہر اس شخص کی سفارش کر رہا ہے جو اہل سنت میں سے ہو کر قرآن کو کلام اللہ اور غیر مخلوق مانتا ہے۔ میں نے کہا۔ معروف کرخی سے اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے سر ہلایا اور فرمایا

معروف کرخی بہت بہت بلند ہیں۔ ہمارے اور ان کے درمیان پردے ہیں۔

معروفؒ نے جنت کے شوق سے یا دوزخ کے ڈر سے خدا کی عبادت نہیں کی تھی۔ بلکہ صرف ذات خدا کی طلب سے عبادت کی۔ اللہ نے اس کو رفیق اعلیٰ تک بلند کر کے اس کے اور اپنی ذات کے درمیان پردے ہٹا دیئے۔ پس جس کی کوئی حاجت ہو۔ وہ معروف کرخی کی قبر کے پاس جا کر دعا کر لے ان شاء اللہ اس کی دعا قبول ہو گی۔"

برادران اسلام۔ مقصود و مطلوب خدا کی رضا ہونی چاہیئے۔ خدا کی رضا کے ساتھ سب کچھ حاصل ہو جائے گا۔ دنیا فانی ہے۔ دنیا میں اتنا مل جائے۔ کہ رمق یعنی حیات باقی رہے۔ تو یہ کافی ہے۔ یہی ہمارے بزرگوں کا طریقہ تھا۔

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں۔ محمد بن واسعؒ ایک دن کہنے لگے۔ آیئے ایک بزرگ کی زیارت کو چلیں۔ ہم دونوں بصرہ سے نکلے۔ اس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک سوکھا ٹکڑا بھی تھا۔ آبادی سے دور جنگل میں بزرگ کا مکان تھا۔ ہم اس کے دروازہ پر بیٹھ گئے۔ اندر سے ہمیں آواز سنائی دے رہی تھی معلوم ہوا کہ اس بزرگ کی لڑکیاں آپس میں بحث کر رہی ہیں۔ اور اپنے بُرے حال کی شکایت کرتی ہیں۔ اس بزرگ نے جواب دیا۔ جس ذات قدوس نے تمہیں پیدا کر کے منہ دیا۔ دانت دیئے۔ پیٹ دیا وہ تم پر تم سے زیادہ شفیق ہے۔ اتنے میں ہم نے اجازت چاہی۔ وہ بزرگ ہم سے ملے۔ فرمایا۔ تم کون ہو۔ ہم نے عرض کیا۔ محمد اور سفیان۔ فرمایا۔ کیسے آنا ہوا۔ محمد بن واسع نے کہا۔ کسرة خبز اتیتُ بها لتلك البنات فقال هاتها جئت بها في وقتها۔ یعنی روٹی کا ٹکڑا ان بچیوں کے لئے لایا ہوں فرمایا۔ لایئے۔ اچھے وقت پر آپ نے لایا۔ پھر ہم اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ فرمایا۔ کون؟ کہا۔ مالک بن دینار (مالک بڑے بزرگ گذرے ہیں) وہ ان سے ملے۔ فرمایا۔ کیسے آئے۔ کہا دو درہم ان بچیوں کے لئے لے آیا ہوں۔ فرمایا۔ سبقك بها محمد بن واسع جاء هن بما يكفيهن اليوم۔ یعنی محمد بن واسع آپ سے سبقت کر گیا۔ وہ اتنی چیز لے آیا جو آج ان کے لئے کافی ہے۔ مالک بن دینار نے کہا حضرت۔ کل کے لئے رکھ دیں۔ فقال اتخوفني يا مالك والله لا تدخل الي" فرمایا اے مالک۔ تو مجھے بھوک سے ڈراتا ہے۔ آئندہ آپ میرے پاس مت آؤ۔ سفیان فرماتے ہیں۔ مجھے محمد بن واسع نے کہا اس شخص کے مقام توکل کو دیکھیں۔ اور اس کے گھر کی بری حالت کو بھی دیکھیں۔ گھر میں کچھ نہیں۔ میں نے کہا۔ یہ

شخص بڑے فضلاء میں سے ہے۔ اس نے فرمایا۔ ہاں۔ میں نے کہا۔ زہّاد میں سے ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ میں نے کہا عبّاد میں سے ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ فلم ازل اذکر لہ المقامات وھو یقول اجل اجل حتی قال ھذا من الفقراء الصابرین۔ یعنی میں اس کے سامنے ولایت کے مختلف مقامات گنتا رہا۔ اور وہ کہتا جاتا تھا۔ ہاں۔ ہاں۔ تا آنکہ اس نے فرمایا یہ فقراء صابرین میں سے ہے۔

حکایت ہے۔ کہ چند نیک لوگ ایک کالے رنگ والے شخص کی زیارت کو گئے۔ وہ باغبان تھا۔ اس کا نام مُقبِل تھا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ ہم باغ میں داخل ہوتے۔ اس میں ایک کالا شخص تھا۔ نماز میں مصروف تھا۔ سلام پھیرنے کے بعد علیک سلیک ہوئی۔ ایک تھیلا نکالا۔ اس میں روٹی کے چند سوکھے ٹکڑے اور نمک تھا۔ وہ ہمارے سامنے اس نے رکھے۔ اور کہا کھاؤ۔ ہم کھانے لگے۔ بزرگوں کی کرامات کا ذکر چھڑا۔ وہ خاموش تھا۔ اس شخص نے اس سے کہا۔ یا مقبل۔ ہم آپ کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ کوئی بات تو سنا دیں۔ فرمایا۔ ای شئ انا وای شئ عندی اخبرکم بہ انا اعرف رجلًا لو سئال اللّٰہ ان یجعل ھذا الباذنجان ذھبًا لفعل۔ یعنی میں کیا چیز ہوں۔ میرے پاس کیا ہے۔ کہ تمہیں بتاؤں۔ میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں۔ کہ اگر خدا سے یہ دعا کرے۔ کہ یہ باذنجان (بینگن) کا پودا سونا بن جائے۔ تو واقعی وہ سونا بن جائے گا۔ راوی کہتا ہے۔ یہ کہنا تھا کہ باذنجان کا سارا پودا چمکدار سونے میں تبدیل ہوا۔ اس نے کہا۔ اے مقبل۔ کوئی آدمی اس باذنجان کو حاصل نہیں کر سکے گا۔ مقبل نے فرمایا۔ لو۔ اس نے اس کی جڑ کھینچ لی۔ سارا درخت جڑوں سمیت نکل آیا۔ یہ سارا سونا بن گیا تھا۔ اس پودے سے ایک دانہ باذنجان کا اور چند پتے گرے۔ میں نے اٹھا لئے۔ آج بھی میرے پاس ان میں سے کچھ باقی ہیں۔ میں ان میں سے خرچ کرتا رہتا ہوں۔ پھر مقبل صاحب نے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی کہ ویسے باذنجان ہو جائے۔ چنانچہ اس اکھڑے ہوئے باذنجان کی جگہ نیا باذنجان نمودار ہوا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اس عالم میں اصل مقصود حصول رضائے خدا ہے۔ بزرگ لوگ صرف اسی وجہ ہی سے اپنی زندگی فقیروں جیسے گذارتے ہیں۔ نہ اس وجہ سے کہ ان کو دنیا نہیں مل سکتی۔ آپ نے دیکھا کہ اس بزرگ کے صرف بیان والفاظ سے ایک درخت سونا بن گیا۔

اس قسم کی اور بھی کرامات بیان کی جاتی ہے۔ ابوالقاسم جنیدؒ فرماتے ہیں۔ میں مسجد شونیزیہ

میں گیا۔ وہاں پر فقراء و اولیاء اللہ کی ایک جماعت دیکھی۔ جو کرامات میں گفتگو کر رہی تھی۔ ان میں سے ایک فقیر نے کہا۔ میں ایسے شخص کو جانتا ہوں۔ کہ اگر وہ اس ستون کو حکم دے کہ آدھا سونا اور آدھا چاندی بن جائے۔ تو بن جائے گا۔ جنیدؒ فرماتے ہیں۔ میں نے ستون کو دیکھا تو حیران ہوا۔ کیونکہ اسی وقت اس کا آدھا حصہ سونا اور آدھا چاندی ہو گیا۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ منیٰ کی پہاڑیوں میں سے ایک پہاڑی پر تھے۔ تو اپنے رفیق سے کہا۔ لوان ولیا من اولیاء اللہ امر ھذا الجبل ان یمید لماد فتحرك الجبل فقال اسکن فلم اردك بها انما ضربت مثلا فسكن۔ یعنی خدا کا ولی اگر اس پہاڑ کو ہلنے کا حکم دے۔ تو ہل جائے گا۔ یہ کہنا ہی تھا۔ کہ پہاڑ ہلنے لگا۔ تو فرمایا۔ ساکن ہو جا۔ میرا ارادہ تجھے ہلانے کا نہیں تھا۔ میں تو ویسے مثال بیان کر رہا تھا۔ چنانچہ پہاڑ فوراً ساکن ہوا۔

(باقی پھر)

P.C.T. INDUSTRIES

پاکستان بھر میں مشہور و مقبول

پی۔سی۔ٹی مارکہ

پُرزہ جات سائیکل

ایجنٹ

بٹ سائیکل سٹور ○ نیلا گنبد لاہور

فون دفتر: ۶۵۳۰۹ / ۶۵۹۴۲ فون فیکٹری: ۶۰۰۵۰

بچوں اور نوجوانوں کا سدا بہار ہنستا مسکراتا پیارا پیارا رسالہ

شگوفہ

کی پہلی خاص پیشکش

قرآن نمبر مفت حاصل کیجئے

جس میں

○ قرآن سے متعلق ہر طرح کی معلومات ○ دلچسپ اور سبق آموز واقعات،

○ ممتاز قرآنی مدارس اور مشہور حفاظ و قرأ کا تعارف،

اور اس طرح کے بہت سے دوسرے مضامین ہوں گے،

"شگوفہ" کے سالانہ خریداروں کی خدمت میں یہ تاریخی اور یادگار **نمبر** مُفت پیش کیا جائے گا،

اگر آپ بھی یہ "قرآن نمبر" مفت حاصل کرنا چاہتے ہیں،

تو آج ہی اپنا سالانہ چندہ مبلغ دس روپے درج ذیل پتے پر بھیج دیجئے

تاکہ "قرآن نمبر" شائع ہوتے ہی آپکی خدمت میں پہنچ جائے،

اور آپکو انتظار کی زحمت برداشت نہ کرنی پڑے،

منیجر ادارہ فروغِ علم و ادب جہانگیر آباد، شیخوپورہ (پاکستان)

برابر ہو سکتے ہیں، سمجھتے ہیں وہی لوگ جو عقل والے ہیں۔ یعنی اس امر کو کہ عالم اور جاہل ہرگز برابر نہیں عقلمند ہی سمجھتا ہے۔ گویا جو شخص جاہل اور عالم میں فرق نہ کرے اور ان کو برابر خیال کرے وُہ بے عقل اور نادان ہے۔ ارشاد ہے۔ یرفع اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت۔ اللہ تم میں ایماندار لوگوں کے اور ان کے جنہیں علم دیا گیا ہے درجے بلند کرے گا۔

مختصر یہ کہ قرآن میں علم اور علماء کی بہت تعریف فرمائی گئی ہے۔ احادیث میں بھی بار بار علم حاصل کرنے کا حکم، تلقین اور تاکید آئی ہے۔ آنحضرتؐ نے علماء اور طلبہ کی بہت تعریف فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے۔ خیرکم من تعلم القرآن وعلمہٗ۔ تم میں سے بہتر وُہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے۔

ایک جگہ ارشاد ہے کہ من سلک طریقاً... یعنی جو کوئی حصول علم کا راستہ اختیار کرے گا تو جنت کے راستہ پر ڈال دیا جائے گا۔

علم اللہ کی رحمت اور اس کی عطاء ہے بغیر علم کے نہ تو کوئی خود سیدھے راستہ پر چل سکتا ہے، اور نہ ہی وہ دوسروں کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ جاہل ہمیشہ نقصان میں رہتا ہے جہل ایک طرح کا عذاب ہے جس سے پناہ طلب کرنی چاہیئے۔ جس قوم میں جہل غالب ہوتا ہے وہ قوم نہ دنیا کی طرف بڑھ سکتی ہے اور نہ آخرت کی طرف۔

ہم جہاں دوسرے علوم کے حصول کی کوشش کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ ہمیں دینی علوم کی تحصیل کے لئے کوشاں رہنا چاہیئے تاکہ ہم دنیا میں بھی سرخرو رہیں اور آخرت میں بھی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں علم کا شوق اور اس پر عمل کی توفیق بخشے آمین۔ وما علینا الا البلاغ۔

"انوارِ مدینہ" میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے۔

علم دین کی عظمت

حضرت مولانا حافظ نذیر احمد صاحب خطیب مسجد ٹاؤن ہال لاہور

ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ وہ خود بھی نیکیوں پر عمل کرے اور دوسروں کو بھی نیکیوں پر عمل کرنے کی تلقین کرے۔ اسی طرح خود کو بھی گناہوں سے بچائے رکھے اور دوسروں کو بھی غلط کاریوں سے اجتناب کا سبق دے۔ گویا بھلے اور پسندیدہ کاموں پر عمل اور ان کی تلقین و تبلیغ اور بُرے و ناپسندیدہ اعمال سے بچنا اور دوسروں کو احتراز کی تلقین و تاکید کرنا مسلمان کا مشغلہ ہونا چاہیئے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ معلوم کرنا کہ یہ کام پسندیدہ اور یہ ناپسندیدہ ہے، یہ نیکی ہے اور یہ بدی ہے، یہ اچھا فعل ہے اور یہ قبیح ہے، اس کے کرنے کا حکم ہے اور اس سے بچنے کا حکم ہے، بغیر علم کے ممکن نہیں ہے، اس لئے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وُہ دینی تعلیم حاصل کرے تاکہ وُہ اپنی اور دوسروں کی صحیح اصلاح کر سکے۔ علم کے بغیر اچھے اور بُرے فعل میں تمیز نہیں ہو سکتی۔ قرآن و حدیث میں بار بار علم اور اہل علم کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اور اسلام نے تحصیل علم پر بڑا زور دیا ہے۔ قرآن کریم کی جو سورت سب سے پہلے نازل ہوئی ہے اس میں بھی علم کی فضیلت و عظمت و اہمیت کا بیان ہے اسی طرح بے شمار ایسے واقعات قرآن نے بیان کئے ہیں جن سے علم اور عالم کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً آدم علیہ السلام اور فرشتوں کا واقعہ، قارون کے زمانہ کے باعمل علماء کا واقعہ - وغیرہ وغیرہ۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ کہہ دیجئے کہ کیا علم والے اور بے علم

شہداءِ بالاکوٹ کا مقام و پیغام

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی

اس معرکے میں وہ پاک نفوس شہید ہوئے، جو عالم انسانیت کے لئے رونق و زینت اور مسلمانوں کے لئے شرف و عزت اور خیر و برکت کا باعث تھے۔ مردانگی و جوانمردی، پاکیزگی و پاکبازی، تقدس و تقویٰ، اتباعِ سنت اور دینی حمیت و شجاعت کا وہ عطر، جو خدا جانے کتنے باغوں کے پھولوں سے کھینچا گیا تھا اور انسانیت اور اسلام کے باغ کا جیسا "عطر مجموعہ" صدیوں سے تیار نہیں ہوا تھا اور جو ساری دنیا کو معطر کرنے کے لئے کافی تھا، ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ کو بالاکوٹ کی مٹی میں مل کر رہ گیا۔ مسلمانوں کی نئی تاریخ بنتے بنتے رہ گئی۔ حکومتِ شرعی ایک عرصہ تک کے لئے خوابِ بے تعبیر ہوگئی۔ بالاکوٹ کی زمین اس پاک خون سے لالہ زار اور اس گنج شہیداں سے گلزار بنی، جس کے اخلاص و للّٰہیت، جس کی بلندہمتی و استقامت جس کی جرأت و ہمت اور جس کے جذبۂ جہاد و شوقِ شہادت کی نظیر پچھلی صدیوں میں ملنی مشکل ہے۔ بالاکوٹ کی سنگلاخ و ناہموار زمین پر چلنے والے بے خبر مسافر کو کیا خبر کہ یہ سرزمین کن عشاق کا مدفن ہے، اسلامیت کی کس متاعِ گرانمایہ کا مخزن ہے۔

یہ بلبلوں کا صبا، مشہدِ مقدس ہے
قدم سنبھال کے رکھیو، یہ تیرا باغ نہیں

اللہ کے کچھ مخلص بندوں نے ایک مخلص بندے کے ہاتھ پر اپنے مالک سے اس کی رضا، اس کے نام کی بلندی اور اس کے دین کی فتحمندی کے لئے آخری سانس تک کوشش کرنے اور اس راہ میں اپنا سب کچھ مٹا دینے کا عہد کیا تھا۔ جب تک اُن کے دم میں دم رہا، اسی راہ میں سرگرم رہے۔ بالآخر اپنے خونِ شہادت سے پیمانِ وفا پر آخری مُہر لگا دی۔ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ۲۴ ذیقعدہ کا دن گزر کر جو رات آئی، وہ پہلی رات تھی، جس رات کو وہ سبکدوش و سبک سر ہو کر میٹھی نیند سوئے۔

وُہ خلعتِ شہادت پہن کر جس کریم کی بارگاہ میں پہنچے، وہاں نہ مقاصد کی کامیابی کا سوال ہے نہ کوششوں کے نتائج کا مطالبہ، نہ شکست و ناکامی پر عتاب ہے، نہ کسی سلطنت کے عدمِ قیام پر محاسبہ، وہاں صرف دو چیزیں دیکھی جاتی ہیں، صدق و اخلاص اور اپنی مساعی و مسائل کا پورا استعمال۔ اس لحاظ سے شہداءِ بالاکوٹ اس دنیا میں بھی سرخرو ہیں اور انشاء اللہ دربارِ الٰہی میں بھی باآبرو کہ انہوں نے اخلاص کے ساتھ اپنے مالک کی رضا کے لئے اپنی مساعی اور وسائل کے استعمال میں ذرہ برابر کمی نہیں کی۔ اُن کا وُہ خونِ شہادت، جو ہماری مادّی نگاہوں کے سامنے بالاکوٹ کی مٹّی میں جذب ہو گیا اور اُس کے جو چھینٹے پتھروں پر باقی تھے، ۲۶ ذوالقعدہ کی بارش نے اُن کو بھی دھو دیا وُہ خون، جس کے نتیجے میں کوئی سلطنت قائم نہیں ہُوئی، کسی قوم کا مادّی و سیاسی عروج نہیں ہُوا اور کوئی نخلِ آرزو اس سے سرسبز ہو کر بارآور نہیں ہوا، اُس خون کے چند قطرے اللہ کے میزانِ عدل میں پوری پوری سلطنتوں سے زیادہ وزنی ہیں۔ یہ فقیرانِ بے نوا، جنہوں نے عالمِ مسافرت میں بے کسی کے ساتھ جان دی اور جن کی اب دنیا میں کوئی مادّی یادگار نہیں، یہ اللہ کے ہاں اُن بانیانِ سلطنت اور مؤسسینِ حکومت سے کہیں زیادہ قیمتی اور معزز ہیں، جن کی تصویر قرآن نے ان الفاظ میں کھینچی ہے۔

وَاِذَا رَاَیْتَھُمْ تُعْجِبُکَ اَجْسَامُھُمْ وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِھِمْ کَاَنَّھُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَۃٌ۔ (المنٰفقون: ۴)

(ترجمہ) اور جب تو دیکھے ان کو خوش لگیں تجھ کو ان کے ڈیل۔ اور اگر بات کہیں، سنے تو ان کی بات۔ کیسے ہیں جیسے لکڑی لگادی دیوار سے۔

بے شک شہداءِ بالاکوٹ کے خون نے دُنیا کے سیاسی و جغرافیائی نقشے میں کوئی فوری تغیر نہیں پیدا کیا۔ خونِ شہادت کی ایک مختصر سی سُرخ لکیر اُبھری تھی، اس کی جگہ نہ جغرافیہ نولیس کے طبعی نقشے میں تھی، نہ مؤرّخ کے سیاسی مُرقّع میں، لیکن کسے خبر کہ یہ خُونِ شہادت دفترِ قضاء و قدر کس اہمیت و اثر کا مستحق سمجھا گیا۔ اُس نے مسلمانوں کے نوشتۂ تقدیر کے کتنے دھبے دھوئے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے یہاں، جس کے یہاں محو و اثبات کا عمل جاری رہتا ہے (یمحو اللّٰہ ما یشاء و یثبت وعندہ امّ الکتٰب) الرعد) سے کون سے نئے فیصلے کروائے۔ اُس نے کسی مستحکم سلطنت کے لئے خاتمہ و زوال اور کسی پس ماندہ قوم کے لئے عرُوج و اقبال کا فیصلہ کروایا۔ اس سے کس قوم کا بخت بیدار ہُوا اور کس سرزمین کی قسمت جاگی۔ اُس نے کتنی بظاہر ناممکن الوقوع باتوں کو ممکن بنا دیا اور کتنی بعید از قیاس چیزوں کو واقعہ و مشاہدہ بنا کے دکھادیا۔

یوں تو شہداء بالاکوٹ میں سے ہر فرد کا پیغام یہ ہے کہ یالیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین ہ یٰس: مگر گوش شنوا اور دیدۂ بینا کے لئے اُن کا مجموعی پیغام یہ ہے کہ ہم ایک ایسے خطّۂ زمین کے حصول کے لئے جِدّوجُہد کرتے رہے جہاں ہم اللہ کے منشا اور اسلام کے قانون کے مطابق آزادی کے ساتھ زندگی گذار سکیں، جہاں ہم دنیا کو اسلامی زندگی اور اسلامی معاشرے کا نمونہ دکھا کر اسلام کی طرف مائل اور اس کی صداقت و عظمت کا قائل کر سکیں، جہاں نفس و شیطان، حاکم و سُلطان اور رسم و رواج کے بجائے خاص اللہ کی حکومت و اطاعت ہو، وَیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ۔ الانفال ۳۹ جہاں طاعت و عبادت اور اصلاح و تقویٰ کے لیے اللہ کی زمین وسیع اور فضا ساز گار ہو اور فسق و فجور و معصیت کے لئے زمین تنگ اور فضا ناساز گار ہو، جہاں ہم کو صدیاں گزر جانے کے بعد پھر اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ۔ الحج ۴۱ (ترجمہ وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو قدرت دیں مُلک میں، تو وہ قائم رکھیں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں بُرائی سے) کی تفسیر اور تصویر پیش کرنے کا موقع مل سکے تقدیرِ الٰہی نے ہمارے لئے اس سعادت و مسرّت اور اس آرزو کی تکمیل کے مقابلے میں میدانِ جنگ کی شہادت اور اپنے قُرب و رضا کی دولت کو ترجیح دی۔ ہم اپنے رب کے اس فیصلے پر رضامند و خورسند ہیں۔ اب اگر اللہ تعالیٰ نے تم کو دُنیا کے کسی حِصّے میں کوئی ایسا خطّۂ زمین عطا فرمایا جہاں تم اللہ کے منشا اور اسلام کے قانون کے مطابق آزادی کے ساتھ زندگی گزار سکو اور اسلامی زندگی اور اسلامی معاشرے کے قائم کرنے میں کوئی مجبوری مُخل اور کوئی بیرونی طاقت حائل نہ ہو، پھر بھی تم اس سے گریز کرو اور ان شرائط و اوصاف کا ثبوت نہ دو جو مہاجرین و مظلومین کے اقتدار و سلطنت کا نمغۂ امتیاز ہیں تو تم ایسے کُفرانِ نعمت اور ایک ایسی بدعہدی کے مرتکب ہو گے جس کی نظیر تاریخ میں مِلنی مشکل ہے۔ ہم نے جس زمین کے چپّے چپّے کے لئے جد وجہد کی اور اُس کو اپنے خون سے رنگین کر دیا، اکوڑے اور شیدو کے میدان اور تورو اور مایار کی رزم گاہ سے لے کر بالاکوٹ کی شہادت گاہ تک ہمارے خونِ شہادت کی مُہریں اور ہمارے شہیدوں کی قبریں ہیں۔ تم کو خدا نے اس زمین کے وسیع رقبے اور سرسبز و شاداب خطّے سپرد فرمائے اور بعض اوقات قلم کی ایک جنبش اور برائے نام

کوشش نے تم کو عظیم سلطنتوں کا مالک بنا دیا۔ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ۔ یونس: ع ۲ (ترجمہ: پھر ہم نے تم کو اُن کے بعد زمین میں جانشین کیا، کہ دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔)

اب اگر تم اس سے فائدہ نہیں اُٹھاتے اور تم نے آزادی کی اس نعمت اور خداداد سلطنت کی اس دولت کو جاہ و اقتدار کے حصول اور حقیر و فانی مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنایا، تم نے اپنے نفوس اور اپنے متعلقین، ملک کے شہریوں اور باشندوں پر خدا کی حکومت اور اسلام کا قانون جاری نہ کیا اور تمہارے مُلک اور تمہاری سلطنتیں اپنی تہذیب و معاشرت اور اپنے قانون و سیاست اور تمہارے حاکم اپنے اخلاق و سیرت اور اپنی تعلیم و تربیت میں غیر اسلامی سلطنتوں اور غیر مسلم حاکموں سے کوئی امتیاز نہیں رکھتے، تو تم آج دُنیا کی اُن قوموں کے سامنے جن سے تم نے مسلمانوں کے لئے الگ خطّہ زمین کا مطالبہ کیا اور کل خدا کی عدالت میں جہاں اس امانت کا ذرّہ ذرّہ حساب دینا پڑے گا، کیا جواب دو گے؟ خُدا نے تم کو ایک ایسا نادر و زرّین موقع عطا فرمایا ہے، جس کے انتظار میں چرخِ کہن نے سینکڑوں کروٹیں بدلیں اور تاریخ اسلام نے ہزاروں صفحے اُلٹے جس کی حسرت و آرزو میں خُدا کے لاکھوں پاک نفس اور عالی ہمّت بندے دُنیا سے چلے گئے۔ اس موقع کو اگر تم نے ضائع کر دیا، تو اس سے بڑا تاریخی سانحہ اور اس سے بڑھ کر حوصلہ شکن اور یاس انگیز واقعہ نہ ہوگا۔ بالاکوٹ کے ان شہیدوں کا، جو ایک دُور افتادہ بستی کے ایک گوشے میں آسودۂ خاک ہیں، ان سب لوگوں کے لئے جو اقتدار و اختیار کی نعمت سے سرفراز اور ایک آزاد اسلامی مُلک کے باشندے ہیں پیغام ہے کہ

فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ (سورہ محمدؐ ع ۳)

(ترجمہ کیا یہ احتمال بھی ہے کہ اگر تمہاری حکومت ہو تو تم زمین میں فساد کرو اور قطعِ رحمی سے کام لو)

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

ہمارے یہاں رِیتیوں کی بہترین رنگائی دھلائی کا کام نہایت تسلی بخش ہوتا ہے۔

حنیف ریتی رِیپیرنگ ۵ ہسپتال روڈ لاہور

حضرت مولانا حکیم عبد الحکیم صاحب رحمۃ اللہ

خلیفۂ مجاز حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

محترم مولانا قاری محمد عارف صاحب، ایم اے

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے خلیفہ مولانا حکیم عبد الحکیم صاحب سابق مدرس جامعہ مدنیہ مورخہ ۱۷ ۱۱/۹۳ بروز ہفتہ انتقال فرما گئے۔ آپ کی وفات سے مشائخ و علماء اور قراء و اطباء ایک بہت بڑے شیخ، جید عالم، بہترین مجوّد، قاری اور طبیب سے محروم ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حکیم صاحبؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے مُرید اور خلیفہ تھے، حضرت شیخ الاسلام سے بیعت ہونے کا حکم اُن کے ارشاد کے مطابق، انہیں خواب میں حق تعالیٰ کی طرف سے ہوا تھا۔ متعدد علماء آپ سے بیعت ہوئے جن میں حضرت مولانا قاری اظہار احمد صاحب تھانوی، اور مولانا حافظ قاری محمد رفیع صاحب بھی شامل ہیں۔ روحانی منازل نہایت محنت و مشقت کے ساتھ طے کیں، جن کا کچھ اندازہ آپ کی ایک غیر مطبوعہ کتاب "حالات سلوک" سے کیا جا سکتا ہے۔ آپ واقعی شیخِ کامل تھے۔

مقام ولادت و تعلیم وغیرہ آپ کی پیدائش محلہ پٹی سادات، موضع گھنگیرو، ضلع مظفر نگر میں ہوئی۔ والد ماجد کا اسم گرامی میاں عبد العزیز تھا۔ ابتدائی کتابیں اپنے ضلع کے متفرق مدارس میں پڑھیں اور پانچ سال دار العلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی۔ دورۂ حدیث حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کے زمانۂ صدارت میں پڑھا۔ بخاری و ترمذی حضرت شاہ صاحبؒ سے، ابو داؤد حضرت میاں سید اصغر حسین صاحب دیوبندی سے مسلم شریف حضرت علامہ عثمانیؒ سے، حمد اللہ، صدرا، توضیح تلویح، بیضاوی رسالہ میر زاہد اور رشیدیہ حضرت مولانا محمد رسول خان صاحبؒ سے پڑھیں۔

حضرت حکیم صاحب جیّد عالم تھے۔ علوم وفنون بڑی کاوش سے حاصل کئے۔ آپ نے معاش کے لئے شعبہ طب کو اختیار فرما رکھا تھا طبی مشغلہ اختیار کرنے کے باوجود دینی کتابیں مضبوط اور محفوظ تھیں۔ بعض اوقات ایسے علمی نکات بیان فرماتے تھے کہ ایک طبیب کی زبان سے سن کر حیرت ہوتی تھی۔

فن طب آپ اعلیٰ درجہ کے طبیب تھے۔ نفیسی، شرح اسباب اور سدیدی آپ نے حضرت شیخ الہندؒ کے برادر بزرگ حضرت مولانا حکیم محمد حسن صاحبؒ سے پڑھی تھیں۔ فراغت کے بعد حکیم صاحب دہلی تشریف لے گئے اور حکیم جمیل الدین صاحب مرحوم سے حمیّات قانون وغیرہ دوبارہ پڑھیں حکیم جمیل الدین صاحبؒ حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحبؒ کے بھی اُستاذ تھے۔ آپ نے حکیم اجمل خان کے گھر رہ کر، حکیم اجمل خان کے بڑے بھائی حکیم ظفر خان مرحوم سے تجربہ سیکھا چار سال دہلی میں قیام کر کے آپ لاہور آئے اور تقریباً چالیس سال مطب کیا۔

فرماتے تھے "حضرت مولانا محمد رسول خان صاحب نے ایک مرتبہ مجھ سے پوچھا کہ فن طب کی جامع اور مختصر کتاب کون سی ہے، میں نے مُوجز القانون کے متعلق عرض کیا کہ نہایت جامع بھی ہے اور مختصر بھی۔ آپ نے مُوجز کا بہت عُمدہ نسخہ خرید لیا اور فرمایا، میں آپ سے طب پڑھنی چاہتا ہوں۔ شاگرد ہونے کی وجہ سے میں متامّل تھا۔ حضرت نے اشکال دور کر دیئے۔ میں نے حکم کی تعمیل کی، اور ایک سال کے عرصے میں، انہیں موجز القانون پڑھا دی"

حضرت مولانا محمد رسول خانؒ، حضرت حکیم صاحب کا بہت اکرام فرماتے تھے۔ جب حکیم صاحب جامعہ اشرفیہ جاتے، تو حضرتؒ اُٹھ کر معانقہ فرماتے اور واپسی پر رُخصت کرنے کے لئے اصرار کے ساتھ چند قدم باہر تشریف لاتے تھے۔ اس لحاظ سے اطبّاء میں آپ کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔ بلاشک وشبہ آپ فاضل، ماہر، حاذق اور نہایت تجربہ کار طبیب تھے۔ تشخیص میں بھی مہارتِ تامہ رکھتے تھے اور تدریس میں بھی۔ جامعہ مدنیہ لاہور میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب مدظلہم کے زیر اہتمام علوم وفنون خصوصاً فن طب کئی برس تک پڑھاتے رہے۔ آخر کمزوری کی وجہ سے سلسلہ تدریس منقطع ہوا۔ حکیم صاحبؒ. حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے بہت عقیدت اور محبت رکھتے تھے۔ اور کیوں نہ ہو کہ دونوں ایک ہی شیخ کی روحانی اولاد اور خلیفہ تھے۔

حکیم صاحبؒ نے روایتِ حفص اور قراءاتِ سبعہ، اُستاذ القراء حضرت مولانا قاری عبد المالک صاحبؒ

سے پڑھی تھیں، آپ عمدہ مجود اور قاری تھے۔ روایتِ حفص اور سبعہ میں طلبہ کا امتحان بھی لیتے تھے۔
آپ کی چند کتابیں راقم کے پاس ہیں جن میں شاطبیہ بھی ہے۔ اس کتاب کے بین السطور ین اور حواشی، آپ کے علم وفن کی شہادت دے رہے ہیں۔ فرمایا کرتے تھے ہماری جماعت میں قاری اظہار صاحب تھانوی اور قاری سید حسن شاہ صاحب جیسے اہم قراء شامل تھے۔

حضرت حکیم صاحب کی علالت حکیم صاحبؒ کی عمر تقریباً اسی برس تھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ بدن میں ضعف آگیا تھا اور نظر بھی کمزور ہوگئی تھی۔
فیض باغ لاہور میں آپ کا مطب تھا۔ طبیعت کچھ ناساز ہوئی تو آپ کے صاحبزادگان آپ کو چونگی ملتان روڈ لے آئے۔
بیماری کا حال سُن کر قاری محمد عبد الغنی صاحب اور راقم عیادت کے لئے ملتان روڈ حاضر ہوئے۔ اپنے نام بتائے تو بہت خوش ہوئے۔ ہماری حاضری اس مرتبہ دیر کے بعد ہوئی تھی، اس لئے آپ شکوہ فرمانے لگے تو ہم نے عرض کیا، حضرت! اطلاع نہ ہوسکی۔
حضرتؒ فرمایا کرتے تھے "مجھے لُوٹ لو" راقم کو بھی، حضرت کی خدمت کا شرف وقتاً فوقتاً خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے حاصل ہوتا رہا۔ حضرتؒ نہایت شفیق اور فیاض تھے۔ بہت کچھ عنایت فرمانا چاہتے تھے، مگر اپنی محرومی ساتھ ہی رہی۔

تہیدستانِ قسمت راچہ سود از رہبرِ کامل ... کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

بااین ہمہ خدمت میں حاضری سے حق تعالیٰ نے فن طب میں مجھے حضرتؒ سے وہ نفع پہنچایا جو اپنی محنت سے بیس دس سال میں حاصل نہ کرسکتا تھا۔ اس فن میں خوب رہنمائی فرمائی، اور پھر ایسے نہایت مجرب دماغی اور صدری نسخے عنایت فرمادیئے، جن سے بہت سے اطباء محروم ہیں۔ فرمایا کرتے "میری باتیں توجہ سے سنو۔ عبد الحکیم کے اندر سے حکیم جمیل الدین بول رہے ہیں"۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دیں۔

حضرت کی وفات بروز ہفتہ مورخہ ۲۳/۱۷ صبح تقریباً پانچ بجے آپ کا انتقال ہوا۔ انوار کو حضرت مولانا قاری اظہار احمد صاحب تھانوی، مولانا قاری محمد رفیع صاحب اور بعض دوسرے علماء کرام، طلبہ اور حضرت کے اعزہ واقرباء اور عقیدت مند، آپ کی قیام گاہ پر پہنچ گئے تھے۔ ظہر کی نماز مولانا قاری اظہار احمد صاحب نے پڑھائی۔ نماز کے بعد آپ کا جنازہ اٹھایا گیا ہر

شخص جنازہ اٹھانے کی سعادت حاصل کرنی چاہتا تھا۔ اس جنازہ کے ساتھ زیادہ تر علماء اور طلبہ تھے۔ جنازہ جب دارالعلوم الاسلامیہ کے قریب پہنچا تو حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب مفتی جامعہ مدنیہ لاہور، حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب (نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ) بھی شامل ہو گئے۔ جنازہ مسجد کے باہر باغیچہ میں رکھا گیا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب مدظلہم مہتمم جامعہ مدنیہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں آپ کا جنازہ اُٹھایا گیا اور دارالعلوم الاسلامیہ طیب آباد (لاہور) کے قریب ہی قبرستان میں حکیم جمیل الدین، مولانا حکیم محمد حسن، حضرت شاہ صاحب، شیخ الاسلام حضرت مدنی اور حضرت قاری عبدالمالک صاحب رحمہم اللہ کی یہ طبی اور علمی یادگار سپردِ خاک کر دی گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ راجعون۔

ہماری دُعا ہے حق تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائیں، آپ کے درجات بلند فرمائیں اور آپ کے اعزہ واقرباء کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشیں۔ آمین!

موتیا روک

موتیا روک۔ موتیا بند کا بلا اپریشن علاج ہے * موتیا روک بینائی کو تیز کرتا ہے اور چشمہ کی ضرورت نہیں رکھتا۔ * موتیا روک دھند، جالا، ککروں کے لیے بھی بے حد مفید ہے —

* موتیا روک۔ آنکھ کے ہر مرض کے لیے مفید تر ہے۔

بیت الحکمت لوہاری منڈی لاہور

خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔

حضرۃ مولانا گُل حسن صاحب لغوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاری فیوض الرحمٰن صاحب ایم اے

ولادت :- آپ ۱۲۹۱ھ میں لغہ ضلع ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب کا نام مولانا محمد سلیمان اور دادا صاحب کا مولانا محمد نصیر تھا۔ آپ قوم سواتی سے تعلق رکھتے تھے۔

ابتدائی تعلیم :- ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی، پھر سکندر پور ہری پور ہزارہ کے مشہور عالم دین حضرت مولانا احمد صاحب فاضل ہزاروئی کی خدمت میں پہنچے اور ان سے تعلیم حاصل کی۔ بعد از ان آپ غورغشتی ضلع کیمبلپور تشریف لے گئے، وہاں حضرت مولانا قطب الدین صاحب سے استفادہ کیا۔ اعلیٰ تعلیم :- ۱۳۱۱ھ میں بیس سال کی عمر میں آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، تکمیلی کتب وہاں رہ کر پڑھیں اور ۱۳۱۵ھ میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ سے دورۂ حدیث پڑھا اور سند فراغت حاصل کی۔ فہرست فضلائے دیوبند ہزارہ میں ۱۶ ویں نمبر پر آپ کا اسمِ گرامی موجود ہے۔ آپ نے دیوبند میں حضرت مدنیؒ کے ساتھ پڑھا تھا۔

وطن کو واپسی اور دینی خدمات :- فراغت کے بعد "لغہ" واپس تشریف لے آئے اور اپنی قوم لغانی کی مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دینے لگے، لغہ میں جمعہ کا آغاز آپ ہی نے کیا اور پہلے "خطیبِ لغہ" کہلائے۔ امامت و خطابت کے ساتھ اعلیٰ تدریسی خدمات بھی انجام دیتے رہے، مختلف علاقوں کے طلبہ آپ کے ہاں پہنچتے اور مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھتے، طلبہ کی تعداد ہمیشہ تیس چالیس رہی۔ امامت و خطابت اور تدریسی خدمات دمِ واپسین تک اعزازی طور پر انجام دیں۔

تحریک خلافت میں :- تحریک خلافت میں مولانا محمد اسحاق صاحب مانسہرویؒ کے دست و بازو بنے اور نمایاں خدمات انجام دیں۔ علاقہ پکھلی کے صدر رہے۔ مولانا فضل ربی صاحبؒ (جو آپ کے پھوپھی زاد بھائی تھے) کی رشتہ داری اور آپ کی نمایاں خدمات کی وجہ سے آپ پر مختلف الزامات رکھے گئے، اور تحریک خلافت میں

حصہ لینے پر تین سال قید کی سزا ملی، آپ نے ابھی تین ماہ ہی گزارے تھے کہ رہائی ہوگئی - پھر درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ کرنے لگے، ذریعۂ معاش زمینداری تھا، تقریباً ۱۸ سال تک خود زمینداری بھی کرتے رہے لیکن دینی خدمات میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔

وفات = ۱۹۶۴ء کے اوائل میں آپ کو بخار کی شکایت ہوگئی، علاج کے لئے اپنے فرزند محمد اسحاق ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ہری پور ہزارہ تشریف لے گئے، انہوں نے آپ کو سول ہسپتال میں داخل کروایا ۱۸ دن ہسپتال میں رہے اور آخر ۱۲ مارچ ۱۹۶۴ء کو وہیں انتقال فرمایا۔ تجہیز وتکفین کے لئے بفہ لائے گئے اور ۱۳ مارچ کو آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور بفہ کے قبرستان میں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

اخلاق - آپ متبع شریعت تھے، صلہ رحمی، مروت اور شجاعت کی صفات آپ میں بہت زیادہ تھیں، آپ خلاف شریعت کسی بات کو نہیں مانتے تھے نہایت نڈر اور بیباک تھے، حق کے اظہار میں قطعاً کسی کی رورعایت نہیں کرتے تھے۔ وقت کیسا بھی چلنا نہیں جانتے تھے، حیلہ گری اور حیلہ سازی کے سخت مخالف تھے۔ آپ کی ہمشیرہ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب بفویؒ کے نکاح میں تھیں، شروع میں آپ کی سخت مخالفت کی لیکن جب دارالعلوم دیوبند میں آپ کے کمرہ میں آپ کے قابل قدر استاذ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ تشریف لے آئے اور اس رشتہ کی سفارش کی اور فرمایا کہ میں دعا کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس رشتہ میں بہت برکت دیں گے اور برکت کے طور پر ایک گلاس حضرت مولانا غلام رسول صاحب بفویؒ کو عطا فرمایا، تو اسکے بعد آپ نے مخالفت چھوڑ دی۔ آپ بہت زیادہ کلام پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے، تمام علوم میں سے فقہ اور حدیث کے ساتھ زیادہ شغف تھا۔

اولاد = آپ نے دو شادیاں کیں، پہلی شادی بیرکنڈ کے مولوی شیر زمان صاحب کی دختر سے ہوئی، ان سے دو بچیاں ہوئیں، ایک کا انتقال ہوگیا اور دوسری بی بی ظہرہ جان زندہ ہیں، ان کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں ایک لڑکی جناب مفتی محمد ادریس صاحب ایڈوکیٹ کے عقد میں ہے اور دوسری میجر فضل الرحمٰن صاحب کے عقد میں جو فی الحال جنگی قیدی ہیں۔ لڑکوں میں بڑے جناب عبدالحکیم خان صاحب ہائی کورٹ پشاور کے جسٹس ہیں اور دوسرے ڈاکٹر میر رمضان صاحب سول سرجن اور تیسرے حضرت سلطان ایس ڈی او ہیں، مؤخر الذکر دونوں بھائی جناب ڈاکٹر شیر بہادر صاحب کے داماد ہیں۔ پہلی بیوی کے انتقال کے بعد دوسری شادی بفہ

کے لغمانی خاندان کے محمد ظریف خان کی دختر سے ہوئی، ان سے بھی اولاد ہوئی، سب سے بڑی لڑکی "صالحہ" اور ان کے بعد محمد افضل ایام طفولیت میں انتقال کر گئے، بہن بھائیوں میں تیسرے محمد اسماعیل صاحب شادی شدہ تھے، ان کا ۲۹ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا، چوتھے محمد ابراہیم صاحب ہیں، ان کے بعد تاج النساء، جن کا انتقال ہو گیا ہے، ان کے بعد محمد افضل صاحب تھے ان کا بھی انتقال ہو گیا ۲۶ سال کی عمر میں"، ان کے ایک لڑکے محمد سعید صاحب سی ٹی ٹیچر ہیں، ان کے بعد حاجی محمد یونس صاحب ہیں، یہ اپنے والد ماجد کی جگہ اعزازی طور پر مسجد کی امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے ہیں، اور ساتھ علاج معالجہ کا شغل بھی ہے۔ اور سب سے چھوٹے جناب ماسٹر محمد اسحاق خان صاحب ہیں جو ۲ گورنمنٹ ہائی سکول ایبٹ آباد کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ ماشاء اللہ آپ کی ساری اولاد دیندار ہے۔ ◆◆

خلیق و دیانتدار عملہ

بہترین و بارعایت طباعت

المکہ پریس

۵۔ شارع فاطمہ جناح، لاہور

جسمانی، دماغی، اعصابی کمزوری کی خاص دوا

شدھ مکر دھوج وٹی

یہ گولیاں جسمانی، دماغی ہر قسم کی طاقتوں کو بحال کرتی ہے۔ بینائی کی محافظ ہیں۔ گردہ، معدہ، سنگرہنی، مثانہ اور جگر کی کمزوری اور دل کی دھڑکن وغیرہ امراض کو رفع کرتی ہیں، ذیابیطس کا خاص علاج ہیں، چہرہ کی زردی، خون کی کمی، دبلاپن، ضعف معدہ دور کر کے خون بڑھاتی ہیں۔ قیمت: پچاس گولی سات روپے۔ ایک گولی صبح و شام ہمراہ دودھ۔

حکیم محمد عبداللہ آیورویدک فارمیسی ۔ شاہ عالمی پاپڑ منڈی لاہور

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

"بائبل کیا ہے؟"

مرتبہ :- مولانا محمد تقی عثمانی۔

یہ مختصر کتابچہ دو مضامین پر مشتمل ہے، ایک مضمون میں بائبل کا تعارف ہے، اور اس کے ان اختلافات و تضادات کی مثالیں ہیں جنھیں دیکھ کر کوئی بھی صحیح العقل انسان بائبل کو الہامی کتاب قرار نہیں دے سکتا۔ دوسرا مضمون "انجیل برنا باس" سے متعلق ہے، یہ وہ انجیل ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آج تک موجود ہے، اس انجیل کے ایمان افروز اقتباسات کے علاوہ اس میں اس انجیل کی اصلیت کی فاضلانہ تحقیق کی گئی ہے، تردیدِ عیسائیت اور تبلیغ اسلام کے لئے اس کتابچے کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی ضرورت ہے۔ کتابت و طباعت عمدہ ہے۔ قیمت :- ۱/۸۰

"علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیح علیہ السلام"

تالیف :- حضرت مولانا انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہٗ۔

تلخیص :- حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی مدظلہٗ۔

ترجمہ و اضافہ حصہ علاماتِ قیامت :- مولانا محمد رفیع عثمانی، مفتی و مدرس دارالعلوم کراچی۔

صفحات ۱۷۲، قیمت مجلد چھ روپے، کتابت و طباعت نہایت عمدہ

ناشر :- مکتبۂ دارالعلوم، کراچی ۱۴۔

مذکورہ بالا موضوعات پر ایک معتبر اور واضح انداز میں تحریر کردہ رسالہ ہے۔ امام الحدیث حضرت مولانا انور شاہ قدس سرہٗ کی مبارک تحریر اس کی اصل بنیاد ہے۔

"آسمانی دلہن"

مصنفہ: جناب حافظ عبدالرحمٰن ابن مولانا غلام سرور صاحب مرحوم

قیمت: ایک روپیہ آٹھ آنے۔ ضخامت: ۵۰ صفحات۔

"مرزا" کے محمودی بیگم کے ساتھ اپنی شادی کے بارے میں الہامات اور قلابازیوں کا مجموعہ ہے، نہایت دلچسپ اور معلومات افزا رسالہ ہے۔ کتابت و طباعت درمیانہ درجہ کی ہے، قیمت ذرا زیادہ ہے، یہ رسالہ بہت سستا اور بہت عام ہونا چاہیئے۔

بچوں کے لئے ایک مفید رسالہ

"شگوفہ"

نمونہ کا پہلا شمارہ دیکھا، اس رسالہ کو بلا تصویر رکھا گیا ہے اور اسی حالت میں دلچسپ بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے، معلومات عامہ کے ساتھ سچی کہانیاں اور اصلاحی اور علمی مواد بچوں کی سمجھ کے مطابق دیا گیا ہے۔

قیمت فی شمارہ: ایک روپیہ۔ زرِ سالانہ: دس روپے

ناشر:- محمد حسام اللہ شریفی، ۱۴۹ - جہانگیر آباد۔ شیخوپورہ۔

دینی طلبہ کے لئے خوشخبری

مدرسہ انوار العلوم اسلام آباد میں شعبہ حفظ و ناظرہ کے علاوہ درس نظامی کا شعبہ شروع کیا گیا ہے اس میں داخلہ لینے والے طلباء مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں اس شعبہ میں مولانا مہر محمد صاحب فاضل نصرۃ العلوم گوجرانوالہ و فاضل تخصص فی علم الحدیث مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی کو صدر مدرس مقرر کیا گیا ہے طلباء کی تمام ضروریات زندگی یعنی کتابیں، رہائش، خوراک، بستر، لباس، اور صابن وغیرہ مدرسہ کی طرف سے مہیا کی جائیں گی۔

المشتہر ناظم مدرسہ انوار العلوم E/:2 جی سیون تھری ٹو اسلام آباد

پاکستان میں گھر گھر مقبول
پنجاب سوپ فیکٹری (رجسٹرڈ) لاہور
کے ماڈرن پلانٹ پر تیار کردہ
اعلیٰ کوالٹی کے صابن
بلا مارکہ رجسٹرڈ
پنجاب سپیشل
PINK Rose TOILET SOAP
Manufactured by PUNJAB SOAP FACTORY (Regd.) LAHORE
ٹائیلٹ سوپ
شیونگ کپ سوپ
لانڈری سوپ
اعلیٰ کوالٹی ۔ مناسب دام
Kasturi MUSK TOILET SOAP
Manufactured by PUNJAB SOAP FACTORY (Regd.) LAHORE
تیار کردہ
پنجاب سوپ فیکٹری (رجسٹرڈ)
بیرون شیرانوالہ گیٹ ۔ لاہور